



## سوال

(268) جائیداد کی وصیت کرنا

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اگر والدین اپنی اولاد کو کسی جائیداد کے متعلق وصیت کر جائیں اور اس میں بے انصافی اور حق تلفی کی گئی ہو، اولادنا فرمانی سے بچنے کے لئے اسے قبول کر لے تو کیا جن بچوں پر زیادتی ہوئی ہے وہ بذریعہ عدالت یا پتھانت اس کی تلافی کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

ہمارے ہاں عام طور پر وصیت کے متعلق افراط و تفریط سے کام لیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں بیشتر اوقات یہ کوتاہی دیکھنے میں آتی ہے کہ جو چیزیں وصیت کے قابل ہوتی ہیں انہیں نظر انداز کر دیا جاتا ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ”ایک مسلمان کے شایان شان نہیں کہ وہ کسی قابل وصیت کام کے متعلق وصیت کرنا چاہتا ہو، پھر دو رات بھی اس کے بغیر گزار دے، یعنی اس کے پاس ہر وقت وصیت لکھی ہونا چاہیے۔“ [صحیح بخاری، الوصیۃ: ۲۴۳۸]

چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر وقت اپنی تحریری وصیت اپنے پاس رکھا کرتے تھے اور وصیت کے متعلق افراط بایں طور پر کیا جاتا ہے کہ جن ورثا کے لئے وصیت ناجائز ہوتی ہے ان کے لئے وصیت کا بندوبست کر دیا جاتا ہے یا جن کے لئے وصیت کرنا جائز ہے ان کے لئے شریعت کی قائم کردہ حد سے زیادہ وصیت کر دی جاتی ہے یا پھر وصیت بے انصافی اور ظلم پر مبنی ہوتی ہے۔ پھر لو احقین اس قسم کی ظلم پر مبنی وصیت کو ایسی ہیختہ لکیر خیال کرتے ہیں جسے مٹانا یا اس میں ترمیم کرنا ان کے ہاں کبیرہ گناہ ہے۔ حالانکہ اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”ہاں، جو شخص وصیت کرنے والے کی طرف سے جانب داری یا حق تلفی کا اندیشہ رکھتا ہو اگر وہ آپس میں ان کی اصلاح کر دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔“ [البقرہ: ۱۸۲]

نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض غلط و صایا کی اصلاح فرمائی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک انصاری کی کل جائیداد ہجھ غلام تھے۔ اس نے وصیت کے ذریعہ انہیں آزاد کر دیا۔ اس کے مرنے اور کفن و دفن کے بعد اس کے ورثا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حقیقت حال سے آپ کو آگاہ کیا تو آپ نے مرنے والے کو سخت برا بھلا کہا، پھر اس کی وصیت کو کالعدم کرتے ہوئے ان ہجھ غلاموں کے متعلق قرعہ اندازی کی کچھ کا ایک تہائی، یعنی دو غلام آزاد کر دیے اور باقی چار ورثا کے حوالے فرما کر ان کے نقصان کی تلافی کر دی۔ [صحیح مسلم، الایمان: ۱۶۶۸]

دیگر روایات میں اس کے متعلق قول شدید کی وضاحت بھی ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا: ”اگر ہمیں اس کی حرکت کا پہلے علم ہوتا تو ہم اس کی نماز جنازہ نہ پڑھتے۔“ [مسند امام احمد،



ص: ۳۲۳، ج: ۳

بلکہ ایک روایت میں ہے کہ ”ہم اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرتے۔“ [البوداؤد، العتق: ۳۹۵۸]

ان احادیث کے پیش نظر ہمیں وصیت کے معاملہ میں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ صورتِ مسئلہ میں وصیت کے متعلق جو کوتاہی کی گئی ہے لواحقین کو چاہیے کہ پنجابتی سطح پر اس کی اصلاح کی جائے تاکہ مرحوم کو اخروی باز پرس سے نجات ملے۔ ناجائز وصیت کی اصلاح کرنا ضروری ہے اور یہ قرآن کریم کا ایک اہم ضابطہ ہے۔ جس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔  
[واللہ اعلم]

حذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

## فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 2 صفحہ: 284